بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایصالِ ثواب

افادات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

امیر: عالمی اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ

سرپرست: مرکز اھل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

رابطہ: مکتبہ اھل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

فون نمبرز: 048-3881487, 0321-6353540, 0335-7500510

ای میل: markazhanfi@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایصال ثواب

از افادت: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

چند تمہیدی فوائد:

فائدہ نمبر 1:

سب سے پہلے چند الفاظ اور ان کے معانی سمجھیں:

1: میت... جو دنیا سے آخرت کی طرف منتقل ہو۔

2: اھلِ میت... دنیا سے آخرت کی طرف منتقل ہونے والے کے گھر والے۔

3: ثواب... انسان عمل خود کرے اور ثواب بھی خود لے

4: ایصالِ ثواب.. انسان عمل خود کرے اور ثواب کسی دوسرے کو دے

5: تعزیت... مرنے والے کے گھر والوں کو تسلی دینا

فائدہ نمبر 2:

ایصالِ ثواب ضرورت ہے میت کی اور تعزیت ضرورت ہے اھلِ میت کی۔ مرنے کے بعد انسان کا عمل کرنا ختم ہو جاتا ہے، حدیث میں ہے:

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة إلا من صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له

(صحیح مسلم ج2 ص41)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین عمل صدقہ جاریہ، علم جس سے فائدہ اٹھایا جارہا ہو اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔

اگر میت گناہگار ہے تو اسے ثواب کی ضرورت ہے تاکہ مغفرت ہو جائے اور اگر نیک ہے تو تب بھی ضرورت ہے تاکہ درجات بلند ہو جائیں۔

فائدہ نمبر 3:

میت کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بھی جائز ہے اور بغیر ہاتھ اٹھائے مانگنا بھی جائز ہے۔ یہی راہِ اعتدال ہے۔ حدیث مبارک میں ہے:

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللَّهُ أَصْحَابَهُ قَالَ أَبُو مُوسَى وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ فَأَشَارَ إِلَى أَبِي مُوسَى فَقَالَ ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ أَلَا تَسْتَحْيِي أَلَا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي عَامِرٍ قَتَلَ اللَّهُ صَاحِبَكَ قَالَ فَانْزِعْ هَذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَقْرِئْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي

وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ فَمَكُثْتُ يَسِيرًا ثُمَّ مَاتَ فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ وَقَالَ قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ فَقُلْتُ وَلِي فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا قَالَ أَبُو بُرْدَةَ إِحْدَاهُمَا لِأَبِي عَامِرٍ وَالْأُخْرَى لِأَبِي مُوسَى.

(صحیح البخاری: کتاب المغازی. باب غزوۃ اوطاس)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ایک دستے کے ساتھ ابو عامر رضی اللہ عنہ کو وادی اوطاس کی طرف بھیجا۔ اس معرکہ میں درید ابن الصمہ سے مقابلہ ہوا۔ درید قتل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو شکست دے دی۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی بھیجا تھا۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر آ کر لگا۔ بنی جعشم کے ایک شخص نے ان پر تیر مارا تھا اور ان کے گھٹنے میں اتار دیا تھا۔ میں ان کے پاس پہنچا اور کہا: چچا! یہ تیر آپ پر کس نے پھینکا؟ انہوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو اشارے سے بتایا کہ وہ جعشمی میرا قاتل ہے جس نے مجھے نشانہ بنایا ہے۔ میں اس کی طرف لپکا اور اس کے قریب پہنچ گیا لیکن جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ بھاگ پڑا میں نے اس کا پیچھا کیا اور میں یہ کہتا جاتا تھا، تجھے شرم نہیں آتی، تجھ سے مقابلہ نہیں کیا جاتا۔ آخر وہ رک گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا۔ میں نے اسے قتل کر دیا اور ابو عامر رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ اللہ نے آپ کے قاتل کو قتل کروا دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے (گھٹنے میں سے) تیر نکال لے، میں نے نکال دیا تو اس سے پانی جاری ہو گیا پھر انہوں نے فرمایا: بھتیجے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام پہنچانا اور عرض کرنا کہ میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر مجھے اپنا نائب بنا دیا۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر اور زندہ رہے اور شہادت پائی۔ میں واپس ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اپنے گھر میں بانوں کی ایک چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ اس پر کوئی بستر بچھا ہوا نہیں تھا اور بانوں کے نشانات آپ کی پیٹھ اور پہلو پر پڑ گئے تھے۔ میں نے آپ سے اپنے اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کے واقعات بیان کئے اور یہ کہ انہوں نے دعا مغفرت کے لیے درخواست کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی، اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرما۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل میں سفیدی (جب آپ دعا کر رہے تھے) دیکھی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، اے اللہ! قیامت کے دن ابو عامر کو اپنی بہت سی مخلوق سے بلند تر درجہ عطا فرمائیو۔ میں نے عرض کیا اور میرے لیے بھی اللہ سے مغفرت کی دعا فرما دیجئیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ! عبد اللہ بن قیس ابو موسیٰ کے گناہوں کو بھی معاف فرما اور قیامت کے دن اچھا مقام عطا فرمائیو۔ ابو بردہ نے بیان کیا کہ ایک دعا ابو عامر رضی اللہ عنہ کے لیے تھی اور دوسری ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے۔

مذہب اھل السنت والجماعت:

اھل السنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ بدنی عبادات (مثلاً نوافل، حج، قربانی، تلاوتِ قرآن وغیرہ) اور مالی عبادات (مثلاً صدقہ و خیرات) کا ایصال ثواب زندہ اور مردہ دونوں کے لئے جائز ہے۔

دلائل اہل السنت والجماعت

﴿آیات قرآنیہ﴾

دلیل نمبر 1:

خُذۡ مِنۡ أَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ.

(سورت توبہ: آیت 103)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) ان لوگوں کے اموال سے صدقہ وصول کر لو جس کے ذریعے تم ان کے ظاہر اور باطن کو پاک کر دو گے اور ان کے لیے دعا کرو۔ یقیناً تمہاری دعا ان کے لیے سراپا تسکین ہے، اور اللہ ہر بات سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔

استدلال:

مشہور مفسر اسماعیل حقی بن مصطفی (ت 1137ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

والخامس: إن فی الدعاء والاستغفار نفعاً للمیت ویصل ثواب جمیع القرب إلیه بدنیاً کان أو مالیاً کالصدقة والعتق والصلاة والصیام والحج والقراءة.

(تفسیر روح البیان ج3 ص635)

ترجمہ: اس آیت میں پانچواں فائدہ یہ ہے دعا اور استغفار کا فائدہ میت کو ہوتا ہے اور تمام عبادات کا ثواب میت تک پہنچتا ہے چاہے عبادت بدنی ہو جیسے نماز، روزہ، حج اور تلاوت یا عبادت مالی ہو جیسے صدقہ وغیرہ۔

دلیل نمبر 2:

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنۡ بَعۡدِهِمۡ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِإِخۡوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالۡإِيمَانِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ.

(سورۃ الحشر: آیت 10)

ترجمہ: اور (یہ مال فئی) ان لوگوں کا بھی حق ہے جو ان (مہاجرین اور انصار) کے بعد آئے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ: اے ہمارے پروردگار ہماری بھی مغفرت فرمایئے اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کوئی بغض نہ رکھیے اے ہمارے پروردگار! آپ بہت شفیق، بہت مہربان ہیں۔

استدلال:

علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی (ت 911ھ) فرماتے ہیں:

وقد نقل غیر واحد الإجماع علی أن الدعاء ینفع المیت ودلیله من القرآن قوله تعالیٰ {وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنۡ بَعۡدِهِمۡ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِإِخۡوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالۡإِيمَانِ}

(شرح الصدور، باب ما ینفع المیت فی قبرہ)

ترجمہ: اور اس پر بہت سے علماء نے اجماع نقل کیا ہے کہ بے شک زندہ آدمی کی دعا کا میت کو فائدہ ہے اور اس کی دلیل قرآن کریم میں سورت الحشر کی یہ آیت ہے۔

دلیل نمبر3:

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا.

(سورۃ نوح: آیت28)

ترجمہ: میرے پروردگار! میری بھی بخشش فرمادیجیے، میرے والدین کی بھی، ہر اس شخص کی بھی جو میرے گھر میں ایمان کی حالت میں داخل ہوا ہے۔ اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کی بھی۔ اور جو لوگ ظالم ہیں ان کو تباہی کے سوا کوئی اور چیز عطا نہ فرمایئے۔

استدلال:

مشہور مفسر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ت1225ھ) فرماتے ہیں:

والظاهر ان انتفاع الأموات والاحياء بدعاء الاحياء غير مختصة بهذه الامة وقد قال نوح عليه السلام رب اغفر لي ولوالدي ولمن دخل بيتي مومنا وللمؤمنين والمؤمنات.

(تفسیر مظہری؛ سورت النجم آیت وان لیس للانسان الاما سعیٰ)

ترجمہ: یہ بات واضح ہے کہ زندہ آدمی کی دعا کا فائدہ زندہ اور مردہ کو ہونا اس امت کی خصوصیت نہیں کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی ذات کے ساتھ ساتھ دیگر ایمان والوں کے لئے بھی دعا فرمائی تھی۔

﴿احادیث مبارکہ﴾

دلیل نمبر1:

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة إلا من صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له.

(صحیح مسلم: كتاب الوصية باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے۔ مگر تین عمل صدقہ جاریہ، علم جس سے فائدہ اٹھایا جارہا ہو اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے

دلیل نمبر2:

عن أبي هريرة قال :قال رسول الله صلى الله عليه و سلم أن مما يلحق المؤمن من عمله وحسناته بعد موته علما علمه ونشره وولدا صالحا تركه . ومصحفا ورثه أو مسجدا بناه أو بيتا لابن السبيل بناه أو نهرا أجراه أو صدقة أخرجها من ماله في صحته وحياته . يلحقه من بعد موته. (سنن ابن ماجہ: باب ثواب معلم الناس الخیر)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت کے بعد مومن کو جو اعمال اور نیکیاں ملتی ہیں وہ یہ ہیں۔ علم جو سیکھا پھر اس کی اشاعت کی یا نیک بیٹا چھوڑ گیا یا قرآن پاک وراثت میں چھوڑا یا مسجد کی تعمیر کی یا مسافر خانہ بنایا یا نہر کھدوائی یا وہ صدقہ جو اپنے مال سے تندرستی اور زندگی میں نکالا، ان کا ثواب موت کے بعد بھی ان کو پہنچتا ہے۔

دلیل نمبر3:

عن جرير بن عبد الله قال... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سن في الإسلام سنة حسنة فعمل بها بعده كتب له مثل أجر من عمل بها ولا ينقص من أجورهم شيء ومن سن في الإسلام سنة سيئة فعمل بها بعده كتب عليه مثل وزر من

عمل بها ولا ينقص من أوزارهم شيء.

(صحیح مسلم: باب من سن سنة حسنة أو سيئة ومن دعا إلى هدى أو ضلالة)

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رسم ڈالی اسلام میں اچھی اس کا اس کو اجر ملے گا اور جو لوگ بعد میں اس پر عمل کریں گے ان کا بھی اس کو اجر ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہو گی اور جس نے اسلام میں کوئی بد رسم جاری کی اس کو اس کا بھی گناہ ہو گا اور جتنے لوگ اس کے بعد اس بد رسم پر عمل کریں گے ان کا بھی اس کو گناہ ہو گا اور ان کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہو گی۔

دلیل نمبر 4:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ: نَعَمْ.

(صحیح البخاری: بَاب مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَاءَةً أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَنْهُ، صحیح مسلم: باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس کی والدہ اچانک فوت ہو گئی اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ بات کرتی تو صدقہ کرتی اب اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو اس کا ثواب پہنچے گا؟ فرمایا ہاں۔

دلیل نمبر 5:

عن أبي هريرة: أن رجلا قال للنبي صلى الله عليه وسلم إن أبي مات وترك مالا ولم يوص فهل يكفر عنه أن أتصدق عنه قال نعم.

(صحیح مسلم: باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، بے شک میرے والد فوت ہو گئے اور مال چھوڑا اور وصیت نہیں فرمائی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کو کفایت کرے گا؟ فرمایا ہاں۔

دلیل نمبر 6:

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَنْحَرَ مِائَةَ بَدَنَةٍ وَأَنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِ نَحَرَ حِصَّتَهُ خَمْسِينَ بَدَنَةً وَأَنَّ عَمْرًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ أَمَّا أَبُوكَ فَلَوْ كَانَ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيدِ فَصُمْتَ وَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ نَفَعَهُ ذَلِكَ.

(مسند احمد: رقم الحدیث 6704)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ عاص بن وائل نے زمانہ جاہلیت میں سو اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی۔ اس کے بیٹے ہشام نے باپ کی طرف سے 50 اونٹ ذبح کیے، عمرو رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ان کا کیا ہو گا؟ فرمایا، تیرا باپ توحید کا اقرار کرتا اور تو روزہ رکھ کر یا صدقہ کر کے ثواب پہنچاتا تو اس کو اس سے فائدہ ہوتا۔

دلیل نمبر 7:

عبد الرحمن بن الْعَلَاءِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عن ابيه قال قال ابي اللَّجْلَاجُ ابو خالد: يا بني! إذا مت فالحد لي لحدا فإذا وضعتني في لحدي فقل: بسم الله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه و سلم ثم سن التراب على سنا ثم اقرأ عند رأسي بفاتحة البقرة

وخاتمتها فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ذلك.

(المعجم الکبیر للطبرانی: رقم الحدیث 491)

ترجمہ: علاء بن اللجلاج کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے وصیت کرتے ہوئے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میرے لیے لحد بناؤ اور جس وقت مجھے لحد میں رکھو تو "بسم الله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم" کہو، پھر مجھ پر مٹی ڈال دو اور اس کے بعد میرے سر کی جانب سورۃ بقرۃ کا ابتدائی اور آخر پڑھو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کہتے ہوئے سنا ہے۔

تصحیح حدیث:

علامہ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (ت 807ھ) فرماتے ہیں:

رواه الطبراني في الكبير ورجاله موثقون.

(مجمع الزوائد: ج3 ص44- باب مایقول عند ادخال المیت القبر)

ترجمہ: اس حدیث کو امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں روایت کیا ہے اور اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

استدلال:

مردے کے سرہانے قرآن کی تلاوت کا مردے کو فائدہ ہوتا ہے، اسی لیے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر پر سورت بقرہ کی آیات کی تلاوت کی وصیت فرمائی اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بیان کیا۔

دلیل نمبر 8:

حدثنا أبو شعيب الحراني ثنا يحيى بن عبد الله البابلتي ثنا أيوب بن نهيك قال سمعت عطاء بن أبي رباح يقول سمعت ابن عمر: يقول سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: (إذا مات أحدكم فلا تحبسوه وأسرعوا به إلى قبره وليقرأ عند رأسه بفاتحة الكتاب وعند رجليه بخاتمة البقرة في قبره)

(المعجم الکبیر للطبرانی: رقم الحدیث 13613، شعب الایمان للبیہقی: فصل فی زیارۃ القبور)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اسے روک کے مت رکھو بلکہ جلدی سے اسے قبرستان لے جاکر تدفین کرو اور اس کے سرہانے کی جانب سورۃ الفاتحہ اور پاؤں کی جانب سورۃ البقرہ کی آخری آیات تلاوت کرو۔

تصحیح روایت:

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

أخرجه الطبراني بإسناد حسن. (فتح الباری: باب السرعۃ بالجنازۃ)

ترجمہ: امام طبرانی نے اس کو سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

فائدہ: میت کو دفن کرنے کے بعد سر کی جانب پہلی روایت کے مطابق سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات جبکہ دوسری روایت میں سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کا ذکر ہے اور مشکوٰۃ المصابیح باب دفن المیت میں حضرت عبد اللہ بن عمر کی مذکورہ بالا روایت میں بھی سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات کا تذکرہ ہے اس لئے دونوں کے پڑھنے کی گنجائش موجود ہے۔

دلیل نمبر 9:

عن علي بن أبي طالب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم «من مر على المقابر وقرأ قل هو الله أحد إحدى عشرة

مرة، ثم وهب أجره للأموات أعطى من الأجر بعدد الأموات»

(فضائل سورۃ الإخلاص للحسن الخلال: ص54، کنز العمال: ج15، ص655)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص قبرستان سے گزرے اور 11 مرتبہ "قل ھو اللہ احد" پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشے اسے بھی مردوں کی تعداد کے برابر ثواب دیا جائیگا۔

دلیل نمبر 10:

محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا الهيثم عن عبد الرحمٰن بن سابط أن النبي صلى الله عليه وسلم ضحى بكبشين أملحين، ذبح احدهما عن نفسه و الآخر عمن قال: لا اله الا الله محمد رسول الله.

(کتاب الآثار: ص175 باب الاضحیۃ، رقم الحدیث 790)

ترجمہ: عبد الرحمٰن بن سابط سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو موٹے تازے مینڈھے ذبح کیے، ایک اپنی جانب سے اور دوسرا ہر اس شخص کی جانب سے جس نے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھا ہو۔

فائدہ:

اس روایت میں جس طرح ایصال ثواب کا ذکر ہے۔ اسی طرح مکمل کلمہ کا بھی ثبوت ہے۔ نیز ان کتب میں بھی کلمہ طیبہ کے ثبوت پر احادیث مبارکہ ذکر کی گئی ہیں:

کتاب الاسماء والصفات لابی بکر البیہقی: ج1 ص263، المعجم الکبیر للطبرانی: رقم الحدیث 11093، طبقات المحدثین باصبہان لابی الشیخ الاصبہان: ج2 ص292، المستدرک علی الصحیحین لابی عبد اللہ الحاکم: ج2 ص671، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد لنور الدین الہیثمی: رقم الحدیث 9639

دلیل نمبر 11:

روى الامام الحافظ المحدث ابن ابى شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ، عَنِ الْمُجَالِدِ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، قَالَ : كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَقْرَؤُونَ عِنْدَ الْمَيِّتِ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ. (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص12)

ترجمہ: انصار فوت شدہ شخص کے قریب سورۃ البقرۃ پڑھا کرتے تھے۔

تصحیح الحدیث:

اس روایت کے رواۃ کی توثیق پیشِ خدمت ہے:

1: حفص بن غياث: ثقة مامون فقيه (طبقات الحفاظ: ج ص رقم الترجمۃ)

2: مجالد بن سعيد: العلامة المحدث... و يدرج في عداد صغار التابعين قال النسائي: ثقة و قال مرة: ليس بالقوى

(سیر اعلام النبلاء: ج6 ص284)

3: عامر بن شراحيل الشعبي: كان والله كبير العلم، عظيم الحلم، قديم السلم، من الاسلام بمكان، ثقة

(تہذیب التہذیب: ج3 ص340، ص341)

لہذا اس کی روایت حسن درجہ کی ہے۔

سوال: مذکورہ بالا روایات سے قرآن کریم پڑھ کر میت کو ایصال ثواب کرنے کا جواز ثابت نہیں ہوتا؟

جواب: حدیث پاک میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فضلت على الأنبياء بست ؛ أعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب وأحلت لى الغنائم وجعلت لى الأرض طهورا

ومسجدا وأرسلت إلى الخلق كافة وختم بي النبيون.

(صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ)

اس حدیث پاک میں پہلی چیز فرمائی کہ اللہ تعالی نے مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے۔ "کلمہ" اور "کلمہ جامعہ" میں فرق ہے۔ لفظ ایک ہو اور معنی (مسئلہ) بھی ایک ہو تو یہ کلمہ ہے اور اگر لفظ تو ایک ہو اور معانی (مسائل) کئی ہوں تو یہ کلمہ جامعہ ہے۔ اگر ایک ایک چیز کے ایصال ثواب کو بیان کر دیا جاتا تو صرف مسئلہ ایصال ثواب پر لاکھوں احادیث جمع ہو جاتیں۔ ہر مسئلہ پر حدیث وہ مانگتا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف نبی سمجھتا ہے اور ایک حدیث کو کئی مسائل کے لئے کافی وہ سمجھتا ہے جو حضور اکرام صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی سمجھتا ہے۔

جواب نمبر2:

ہر عمل کے ثواب کا مالک عمل کرنے والا خود ہوتا ہے خواہ وہ صدقہ ہو یا تلاوت، جب صدقہ کے اجر کا مالک کسی دوسرے کو اجر دے سکتا ہے تو تلاوت قرآن کے ثواب کا مالک بھی اپنا اجر دوسرے کو دے سکتا ہے۔ یہی موقف اکابرین امت کا ہے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

ایصال ثواب اور اسلاف امت:

1: امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد حنبل الشیبانی (ت 241ھ) فرماتے ہیں

إذا دخلتم المقابر فاقرؤا بفاتحة الكتاب والمعوذتين وقل هو الله أحد واجعلوا ثواب ذلك لأهل المقابر فإنه يصل إليهم.

(مرقاۃ المفاتیح: باب دفن المیت)

ترجمہ: جب تم قبرستان جاو تو سورت فاتحہ، سورت اخلاص، سورت الفلق اور سورت ناس کی تلاوت کر کے قبرستان والوں کو ایصال ثواب کیا کرو ان چیزوں کا ثواب قبر والوں کو ملتا ہے

2: علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی (ت 587ھ) لکھتے ہیں:

فإن من صَامَ أو صلى أو تَصَدَّقَ وَجَعَلَ ثَوَابَهُ لِغَيْرِهِ من الْأَمْوَاتِ أو الْأَحْيَاءِ جَازَ وَيَصِلُ ثَوَابُهَا إلَيْهِمْ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ ---- وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْمُسْلِمِينَ من لَدُنْ رسول اللَّهِ صلى اللَّهُ عليه وسلم إلَى يَوْمِنَا هذا من زِيَارَةِ الْقُبُورِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عليها وَالتَّكْفِينِ وَالصَّدَقَاتِ وَالصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ وَجَعْلِ ثَوَابِهَا لِلْأَمْوَاتِ. (بدائع الصنائع: ج2ص فصل نبات الحرم)

ترجمہ: اگر کسی نے روزہ رکھا، نماز پڑھی یا صدقہ کیا اور اس کا ثواب کسی مردہ یا زندہ کو پہنچایا تو یہ جائز ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں ان اعمال کا ثواب دوسروں کو پہنچتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر اب مسلمانوں کا انہی کاموں پر عمل رہا ہے کہ قبروں کی زیارت کرتے ہیں، وہاں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، مردوں کو کفن دیتے ہیں، صدقات کرتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اور ان تمام کاموں کا ثواب مردوں کو بخشتے ہیں۔

3: امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکی (ت 671ھ) لکھتے ہیں:

وانه يصل الى الميت ثواب ما يقرء ويدعى ويستغفر له ويتصدق عليه

(التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ: ص101 باب ماجاء فی قراۃ القرآن عند القبر حالۃ الدفن وبعدہ)

ترجمہ: بے شک میت کے لیے جو قرآن پڑھا جائے، جو دعا کی جائے، اس کے لیے استغفار کیا جائے اور اس کے لیے صدقہ کیا جائے تو ان چیزوں کا ثواب اس کو پہنچتا ہے۔

مزید فرماتے ہیں

و فی مسند أبی داود الطیالسی : فوضع علی أحدھما نصفاً و علی الآخر نصفاً و قال : إنه یھون علیھما ما دام فیھما من بلوتھما شیء ، قالوا : و یستفاد من ھذا غرس الأشجار و قراءة القرآن علی القبور و إذا خفف عنھم بالأشجار ، فکیف بقراءة الرجل المؤمن القرآن.

(التذکرۃ للقرطبی: ص101)

ترجمہ: مسند ابی داؤد الطیالسی میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاخ کا ایک حصہ ایک قبر پر اور ایک حصہ دوسری قبر پر رکھا اور فرمایا: ان شاخوں میں جب تک تری موجود رہے گی ان کی وجہ سے ان مردوں پر عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے قبروں پر درخت لگانے اور قرآن کی تلاوت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ جب درختوں کے ذریعے عذاب میں تخفیف ہو سکتی ہے تو مومن کے قرآن پڑھنے سے کیوں نہیں ہو سکتی؟!

4: علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحنبلی (ت 728ھ) سے اس بارے میں سوال ہوا، سوال جواب پیش خدمت ہے:

سُئِلَ: عَنْ قِرَاءَةِ أَهْلِ الْمَيِّتِ تَصِلُ إلَيْهِ؟ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّحْمِيدُ، وَالتَّهْلِيلُ وَالتَّكْبِيرُ، إذَا أَهْدَاهُ إلَى الْمَيِّتِ يَصِلُ إلَيْهِ ثَوَابُهَا أَمْ لَا؟

اَلْجَوَابُ: يَصِلُ إلَى الْمَيِّتِ قِرَاءَةُ أَهْلِهِ، وَتَسْبِيحُهُمْ، وَتَكْبِيرُهُمْ، وَسَائِرُ ذِكْرِهِمْ لِلّٰهِ تَعَالَى، إذَا أَهْدَوْهُ إلَى الْمَيِّتِ، وَصَلَ إلَيْهِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

(الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیہ: ج3 ص38 کتاب الجنائز- رقم المسئلۃ 26)

ترجمہ: آپ سے سوال کیا گیا کہ اہلِ میت اگر قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب میت کو بخشیں تو کیا یہ ثواب میت کو پہنچے گا؟ اس طرح سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر پڑھ کر میت کو ثواب بھیجیں تو کیا اس کا ثواب میت کو پہنچے گا یا نہیں؟

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ اہل میت تلاوت قرآن، تسبیح، تکبیر اور سارے ذکر واذکار کا ثواب میت کو ہدیہ کریں تو ضرور پہنچتا ہے۔

5: وَخَتَمَ ابْنُ السِّرَاجِ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْ عَشَرَةِ آلَافِ خَتْمَةٍ.

(رد المحتار لابن عابدین: ج3 ص152 مطلب فی إھداء ثواب القراءۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: ابن السراج رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دس ہزار مرتبہ قرآن ختم فرمائے۔

فائدہ:

ابن السراج کا تعارف

آپ قاضی القضاۃ جمال الدین ابو الثناء محمود بن احمد القونوی الحنفی ہیں۔ "قونوی" یہ ترکی کے ایک شہر "قونیة" کی طرف منسوب ہے۔ آپ کی ولادت 700ھ سے قبل ہوئی۔ عالم فاضل، جامع علوم نقلیہ وعقلیہ تھے۔ آپ نے ابتدائی علم اپنے والد گرامی ابو العباس احمد سے حاصل کیا جو جلال الدین خبازی کے شاگرد تھے اور جلال الدین خبازی مشہور اصولی علامہ عبد العزیز بخاری کے شاگرد ہیں۔ فقہ میں امتیازی مقام کے مالک تھے۔ آپ نے تدریس و افتاء کا کام کیا اور دمشق کے قاضی ہوئے۔ آپ کی تصانیف میں کتاب منتہیٰ شرح مغنی فی الاصول، قلائد شرح عقائد، زبدۃ شرح عمدہ، خلاصۃ النہایہ حاشیۃ الہدایہ، تقریری شرح تحریر القدوری، تہذیب احکام القرآن، جمع بین وقفی ہلال والخصاف، اعجاز فی الاعتراض علی الادلۃ الشرعیہ، المعتمد مختصر مسند ابی حنفیہ، المعتقد شرح المعتمد وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کی وفات 770 ہجری میں دمشق میں ہوئی۔

6: ملا علی بن سلطان القاری الھروی الحنفی (ت 1014ھ) فرماتے ہیں:

وقال علماؤنا: الأصل فی الحج عن الغیر أن الإنسان له أن یجعل ثواب عمله لغیره من الأموات والأحیاء حجا أو صلاة أو صوما أو صدقة أو غیرها کتلاوة القرآن والأذکار فإذا فعل شیئا من هذا وجعل ثوابه لغیره جاز ویصل إلیه عند أهل السنة والجماعة

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج ص باب الملاحم)

ترجمہ: ہمارے علماء کہتے ہیں کہ دوسرے کی طرف سے حج (کے جائز ہونے) کی بنیاد یہ ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب مردوں یا زندوں کو پہنچائے چاہے وہ عمل حج ہو، نماز ہو، روزہ ہو، صدقہ ہو یا اس کے علاوہ ہو مثلاً تلاوتِ قرآن، ذکر واذکار وغیرہ۔ اگر بندہ ان اعمال میں سے کوئی عمل کرے اور اس کا ثواب دوسرے کو بھیجے تو یہ جائز ہے اور اہل السنت والجماعت کے ہاں اس کا ثواب پہنچتا ہے۔

7: فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

اَلْأَصْلُ فی هذا الْبَابِ أَنَّ الْإِنْسَانَ له أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ صَلَاةً كان أو صَوْمًا أو صَدَقَةً أو غَيْرَهَا كَالْحَجِّ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَالْأَذْكَارِ وَزِيَارَةِ قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ عليهم الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَالشُّهَدَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَتَكْفِينِ الْمَوْتَى وَجَمِيعِ أَنْوَاعِ الْبِرِّ كَذَا في غَايَةِ السُّرُوجِيِّ شَرْحِ الْهِدَايَةِ

(فتاویٰ العالمگیریہ: ج ص کتاب المناسک -الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر)

ترجمہ: اس باب (یعنی حج) میں اصل یہ ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے چاہے وہ عمل نماز ہو، روزہ ہو، صدقہ ہو یا اس جیسا کوئی دوسرا عمل جیسے حج، تلاوت قرآن، ذکر واذکار، انبیاء علیہم السلام، شہداء اور صالحین کی قبور کی زیارت، مردوں کو کفن دینا، نیز ہر قسم کی نیکی کا یہی حکم ہے۔ یہ تفصیل ہدایہ کی شرح الغایۃ للسروجی میں ہے۔

فائدہ: یہ تمام اکابرین جہاں عبادت مالیہ کے بارے میں ایصال ثواب کے قائل ہیں وہاں عبادت بدنیہ بطور خاص تلاوت قرآن کے بارے میں بھی ایصال ثواب کے قائل ہیں۔

غیر مقلدین کا موقف:

غیر مقلدین کا موقف یہ ہے کہ تلاوت قرآن مجید کا ایصال ثواب کرنا درست نہیں، میت کو اس کا ثواب نہیں پہنچتا۔

حافظ صلاح الدین یوسف "وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس آیت سے ان علماء کا استدلال صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن خوانی کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا، اس لیے کہ یہ مردہ کا عمل ہے نہ اس کی محنت۔"

(تفسیر احسن البیان ص 691)

حافظ عبد الستار الحماد لکھتے ہیں:

"صحیح موقف یہی ہے کہ قرآن پڑھنے کا میت کو ثواب نہیں پہنچتا۔"

(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج1 ص175)

دلیل نمبر 1:

منکرین ایصال ثواب بالقرآن اس آیت: ﴿وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى﴾ کو اپنے دعویٰ پر دلیل سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حافظ صلاح الدین یوسف اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس آیت سے ان علماء کا استدلال صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن خوانی کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا، اس لیے کہ یہ مردہ کا عمل ہے نہ اس کی محنت۔"

(تفسیر احسن البیان ص 691)

جواب:

یہ استدلال درست نہیں۔ اس لیے کہ اگر یہی موقف اختیار کیا جائے کہ جو چیز مردہ کا عمل ہو نہ اس کی محنت تو اس کا ثواب مردہ کو نہیں پہنچتا تو اس کی رو سے تو میت کے لیے استغفار، نمازِ جنازہ، صدقاتِ نافلہ وغیرہ کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ یہ امور بھی میت کے اعمال ہیں نہ اس کی محنت جبکہ فریق مخالف خود ان کا قائل ہے۔ اس لیے اس آیت کا یہ مطلب نہیں جو کہ منکرین نے سمجھا ہے۔

علماء کرام نے اس کے کئی مطالب بیان کیے ہیں۔

1: آیت میں "سعی" سے مراد "سعی ایمانی" ہے یعنی کسی کا ایمان دوسرے کو ایمان کی جگہ فائدہ نہیں سے گا۔

2: حافظ ابن صلاح فرماتے ہیں:

لا حق له و لا جزاه الا فیما سعیٰ و لا یدخل فیه ما یتبرع به الغیر من قراءۃ او دعاء و انه لا حق له فی ذلك و لا مجازاۃ و انما اعطا الغیر تبرعاً.

(تکملۃ فتح الملہم: ج3 ص115 ص116)

کہ آدمی کا حق اور جزاء اسی کام میں ہے جو اس نے سعی کی ہے، وسرا آدمی جو اس کو قراءت یا دعا کا ثواب تبرعاً دیتا ہے اصلاً تو اس بندے کا اس میں حق نہیں بلکہ یہ اس کی طرف سے تبرع ہے۔

حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ اصلاً غیر کا اس کے عمل میں تو حق نہیں ہے لیکن جب غیر اس کو اپنا حق تبرعاً دے دے تو اب اس کو اس سعی کا اجر ملے گا۔ [وجوباً اور تفضلاً کی اصطلاح سے یہ بات بخوبی سمجھی جاسکتی ہے]

دلیل نمبر 2:

ایصال ثواب بالقرآن کا دستور دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہیں تھا۔ اگر یہ جائز ہوتا تو صحابہ تو اس کو ضرور کرتے۔

جواب:

اولاً..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور مبارک میں فوت شدہ افراد کے لیے صدقہ، خیرات، قربانی، غلام آزاد کرنے، اس کی طرف سے حج کرنے، عمرہ کرنے وغیرہ کے کئی واقعات ثابت ہیں اور مسئلہ کے ثبوت کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

ثانیاً..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں دو قسم کے کام تھے۔

1: جن میں اعلان، اظہار اور تداعی مطلوب ہو مثلاً باجماعت نماز، رمضان کے روزے، حج، عمرہ، قربانی وغیرہ۔ ان کا اظہار اولیٰ ہوتا ہے۔

2: جن میں اخفاء و پوشیدگی افضل ہوتی ہے جیسے غرباء کی امداد، کسی کی خیر خواہی چاہنا، یتیموں کی خبر گیری کرنا، بیواوں کا خیال رکھنا۔ ان امور میں اخفاء بہتر اور اظہار نہ کرنا اولیٰ ہوتا ہے۔

ایصال ثواب کا مسئلہ قسم ثانی میں سے ہے۔ تو اس کے تقاضے کے مطابق یہ امور مخفی ہوتے تھے ہاں البتہ اس باب کے چند متفرق واقعات اس لیے منقول ہوئے کہ کسی صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صدقہ کے بارے میں کوئی بات پوچھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادی یا اس کے بیان کا کوئی محرک پیش آیا اور بیان کر دیا گیا۔ اس لیے ایسے واقعات زیادہ منقول نہیں۔

غیر مقلد کے اکابر علماء اور مسئلہ ایصال ثواب

فرقہ اہلحدیث کے وہ علماء جن پر ان کے مذہب کی بنیاد ہے جیسے مثلاً قاضی محمد بن علی شوکانی، محمد بن اسماعیل امیر، مولانا محمد عبد الرحمٰن مبارکپوری، مولانا ثناء اللہ امرتسری وغیرہ سب اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ ایصال ثواب بالقرآن جائز اور درست ہے اور اس کا انکار کرنا شریعت کے مقصد کے خلاف ہے۔

1: قاضی محمد بن علی شوکانی (ت1250ھ)

علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

لحديث: (اقرؤوا على موتاكم يس) وقد تقدم وبالدعاء من الولد لحديث: (أو ولد صالح يدعو له) ومن غيره لحديث: (استغفروا لأخيكم وسلوا له التثبيت فإنه الآن يسئل) وقد تقدم. ولحديث: (فضل الدعاء للأخ بظهر الغيب) ولقوله تعالى { والذين جاؤوا من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان } ولما ثبت من الدعاء للميت عند الزيارة كحديث بريدة عند مسلم وأحمد وابن ماجه قال: (كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يعلمهم إذا خرجوا إلى المقابر أن يقولوا قائلهم السلام عليكم أهل الديار من المؤمنين والمسلمين وإنا إن شاء الله بكم لاحقون نسأل الله لنا ولكم العافية) وبجميع ما يفعله الولد لوالديه من أعمال البر لحديث: (ولد الإنسان من سعيه)

(نیل الاوطار للشوکانی: باب وصول ثواب القرب المھداۃ إلی الموتی)

کہ سورۃ یٰسین کا ثواب بھی میت کو ملتا ہے اولاد کی طرف سے بھی اور غیر اولاد کی طرف سے بھی، اس واسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے مردوں پر سورۃ یٰسین پڑھا کرو، اور دعا کا نفع بھی میت کو پہنچتا ہے اولاد کرے یا کوئی اور، یہ بھی حدیث سے ثابت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرو اور ثبات قدمی کی دعا کرو، اور باری تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر "والذین جاؤوا من بعدھم" اور جو کارِ خیر اپنے والدین کے لیے کرے سب کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے۔ اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انسان کی اولاد اس کی سعی (محنت) سے ہے۔

2: مولانا محمد عبد الرحمٰن مبارکپوری (ت1353ھ)

موصوف اپنے ایک فتویٰ میں مشہور شافعی عالم وفقیہ علامہ ابو حفص سراج الدین عمر بن علی بن احمد الانصاری الشافعی المعروف ابن النحوی (ت804ھ) کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں اور اس پر اپنے تصدیقی دستخط بھی ثبت کرتے ہیں:

"لا يصل عندنا ثواب القراءة على المشهور والمختارُ الموصول اذا سئل الله ايسال ثواب قراءته وينبغى الجزم به لانه دعاء فاذا جازت دعاء للميت بما ليس للداعى فلان يجوز بما هو له اولىٰ ويبقى الامر فيه موقوفا على استحباب الدعاء وهذا المعنى لا يختص بالقراءة بل يجرى فى سائز الاعمال والظاهر ان الدعاء متفق عليه انه ينفع الميت والحى والقريب والبعيد بوصيته وغيرها وعلى ذالك احاديث كثيرة بل كان افضل ان يدعو لاخيه بظهر الغيب. ہمارے نزدیک مشہور قول پر قراءت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے اور مختار یہ ہے کہ پہنچتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ سے قراءتِ قرآن کے ثواب پہنچنے کا سوال کرے (یعنی قرآن پڑھ کر دعا کرے اور یہ سوال کرے کہ یا اللہ! اس قراءت کا ثواب فلاں میت کو تو پہنچا دے) اور دعا کے قبول ہونے پر امر موقوف رہے گا یعنی اگر دعا اس کی قبول ہوئی تو قراءت کا ثواب میت کو پہنچے گا اور اگر دعا قبول نہ ہوئی تو نہیں پہنچے گا اور اس طرح پر قراءت کا ثواب پہنچنے کا جزم کرنا لائق ہے۔ اس واسطے کہ یہ دعا ہے۔ پس جب کہ میت کے لیے ایسی چیز کی دعا کرنا جائز ہے جو داعی کے اختیار میں نہیں ہے تو اس کے لیے ایسی چیز کی دعا کرنا بدرجہ

اولیٰ جائز ہوگا جو داعی کے اختیار میں ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ دعا کا نفع میت کو بالاتفاق پہنچتا ہے اور زندہ کو بھی پہنچتا ہے، نزدیک ہو خواہ دور اور اس بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں بلکہ افضل یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرے۔"

(بحوالہ فتاویٰ نذیریہ ج1 ص441 تا444)

3: مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امر تسری (ت 1367ھ)

موصوف لکھتے ہیں:

"هو الموفق: متاخرین علمائے اہل حدیث میں سے محمد بن اسماعیل امیر رحمۃ اللہ علیہ نے "سبل السلام" میں مسلک حنفیہ کو ارجح دلیلاً بتایا ہے یعنی یہ کہا ہے کہ قرآتِ قرآن اور تمام عباداتِ بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچنا ازروئے دلیل کے زیادہ قوی ہے اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "نیل الاوطار" میں اسی کو حق کہا ہے مگر اولاد کے ساتھ خاص کیا یعنی یہ کہا ہے کہ اولاد اپنے والدین کے لیے قراتِ قرآن یا جس عبادت بدنی کا ثواب پہنچانا چاہے تو جائز ہے کیونکہ اولاد کا تمام عملِ خیر؛ مالی ہو یا بدنی اور بدنی میں قراءت قرآن ہو یا نماز یا روزہ یا کچھ اور سب والدین کو پہنچتا ہے۔" (فتاویٰ ثنائیہ ج2 ص35)

امر تسری صاحب اس کے آخر میں اپنی تحقیق پیش یوں پیش کرتے ہیں:

"قرآتِ قرآن سے ایصال ثواب کے متعلق بعد تحقیق یہی فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت کر کے ثواب میت کو بخشے تو اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے بشرطیکہ پڑھنے والا خود بغرضِ ثواب بغیر کسی رسم ورواج کی پابندی کے پڑھے۔"

(فتاویٰ ثنائیہ: ج2 ص39)

ایصال ثواب کے چند واقعات:

1: قاضی ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد الانصاری الکعبی المعروف "قاضی المارِستان" (ت 535ھ) نقل کرتے ہیں:

عن سلمة بن عبيد قال قال حماد المكي خرجت ليلة إلى مقابر مكة فوضعت رأسي على قبر فنمت فرأيت أهل المقابر حلقة حلقة فقلت قامت القيامة قالوا لا ولكن رجل من اخواننا قرأ قل هو الله أحد وجعل ثوابها لنا فنحن نقتسمه منذ سنة

(احادیث الشیوخ الثقات المعروف "المشيخة الكبرىٰ": ج3 ص1363 رقم 707)

ترجمہ: حماد مکی کہتے ہیں ایک رات میں مکہ کے ایک قبرستان گیا اور ایک قبر پہ سر رکھ کے سو گیا میں نے نیند کی حالت میں دیکھا کہ قبر میں مدفون لوگ مختلف ٹولیوں میں تقسیم ہیں میں نے پوچھا کیا قیامت آگئی؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ ایک مسلمان نے سورت الاخلاص پڑھ کے ہمیں ایصال ثواب کیا ہم لوگ ایک سال سے اس کو آپس میں تقسیم کر رہے ہیں۔

یہی بات ملا علی بن سلطان القاری الھروی الحنفی (ت 1014ھ) نے بھی نقل کی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح باب دفن المیت)

2: شیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد ابن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی (ت 638ھ) فرماتے ہیں:

بلغني عن النبي أن من قال لا إلاه إلا الله سبعين ألفا غفر له ومن قيل له غفر له أيضا فكنت ذكرت التهليلة بالعدد المروي من غير أن أنوي لأحد بالخصوص بل على الوجه الإجمالي فحضرت طعاما مع بعض الأصحاب وفيهم شاب مشهور بالكشف فإذا هو في أثناء الأكل أظهر البكاء فسألته عن السبب فقال أرى أمي في العذاب فوهبت في باطني ثواب التهليلة المذكورة لها فضحك وقال إني أراها الآن في حسن المآب قال الشيخ فعرفت صحة الحديث بصحة كشفه وصحة كشفه بصحة الحديث.

(مرقاۃ المفاتیح: باب ما على المأموم من المتابعة للإمام وحكم المسبوق)

ترجمہ: میں نے ایک حدیث سن رکھی تھی کہ جو آدمی سَتّر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کے کسی کو ایصال ثواب کرے گا تو اللہ تعالیٰ پڑھنے والے اور میت دونوں کی مغفرت فرمادیں گے چنانچہ میں نے ستر ہزار بار کلمہ اس نیت سے پڑھا لیکن کسی کو ایصال ثواب نہیں کیا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا، جس کے متعلّق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحبِ کَشف ہے (جنت دوزخ کا بھی اِس کو کَشف ہوتا ہے) ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ اچانک اُس نے رونا شروع کردیا میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا میری ماں عذاب میں مبتلا ہے ابن العربی کہتے ہیں (مجھے خیال آیا کہ کلمہ طیبہ اُس کی ماں کو بخش دوں جس سے اِس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا) چنانچہ میں نے دل ہی دل میں اُس کی ماں کے لئے ایصال ثواب کی نیت کر دی تو وہ نوجوان ہنس کر کہنے لگا اب میں اپنی ماں کو اچھی جگہ دیکھ رہا ہوں۔ ابن العربی فرماتے ہیں مجھے اس سے دو فائدے ہوئے ایک تو حدیث کی صحت کا یقین ہو گیا اور دوسرا اس کے کشف کی حقیقیت بھی سامنے آگئی۔

3: امام حافظ محمد بن عبدالرحمن سخاوی شافعی (ت902ھ) نقل فرماتے ہیں:

وروی أن امرأة جاءت إلى الحسن البصری فقالت له یا شیخ توفیت لی بنیة وأرید أن أراها فی المنام فقال لها الحسن صلی أربع رکعات واقرأی فی کل رکعة فاتحة الکتاب مرة وسورة الهکم التکاثر مرة وذلك بعد صلاة العشاء الآخرة ثم اضجعی وصلی علی النبی -صلی الله علیه وسلم- حتی تناهی ففعلت ذلك فرأتها فی النوم وهی فی العقوبة والعذاب، وعلیها لباس القطران ویداها مغلولة ورجلاها مسلسلة بسلاسل من النار فلما انتبهت جاءت إلى الحسن فأخبرته بالقصة فقال لها تصدقی بصدقة لعل الله یعفو عنها ونام الحسن تلك اللیلة فرأى كأنه فی روضة من ریاض الجنة ورأى سریراً منصوباً وعلیه جاریة حسناء جمیلة وعلی رأسها تاج من نور فقالت یا حسن اتعرفنی فقال لا، فقالت أنا ابنة تلك المرأة التی أمرتها بالصلاة علی محمد -صلی الله علیه وسلم- فقال لها الحسن إن أمك وصفت لی حالك بغیر هذه الروایة فقالت له هو كما قالت قال فبماذا بلغت هذه المنزلة فقالت کنا سبعین ألف نفی فی العقوبة والعذاب کما وصفت لك والدتی، فعبر رجل من الصالحین علی قبورنا وصلی علی النبی -صلی الله علیه وسلم- مرة وجعل ثوابها لنا فقبلها الله عز وجل منه واعتقنا کلنا من تلك العقوبة وذلك العذاب ببرکة الرجل الصالح وبلغ نصیبی ما قد رأیته وشاهدته.

(القول البدیع: ص:136،137)

ترجمہ: ایک عورت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ م110ھ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کا انتقال ہو گیا، میری یہ تمنا ہے کہ میں اس کو خواب میں دیکھوں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر چار رکعت نفل نماز پڑھ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد الهکم التکاثر پڑھ اور اس کے بعد لیٹ جا اور سونے تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتی رہ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی سخت عذاب میں ہے۔ تارکول کا لباس اس پر ہے۔ دونوں ہاتھ اس کے جکڑے ہوئے ہیں اور اس کے پاؤں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔ وہ صبح کو اٹھ کر پھر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی طرف سے صدقہ کر۔ شاید اللہ جل شانہ اس کی وجہ سے تیری لڑکی کو معاف فرمادے۔ اگلے دن حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ جنت کا ایک باغ ہے اور اس میں ایک بہت اونچا تخت ہے اور اس پر ایک بہت نہایت حسین و جمیل خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کے سر پر ایک نور کا تاج ہے۔ وہ کہنے لگی: حسن! تم نے مجھے بھی پہچانا؟ میں نے کہا: میں نے تو نہیں پہچانا۔ کہنے لگی: میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو تم نے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا یعنی عشاء کے بعد سونے تک حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تیری ماں نے تو تیرا حال اس کے بالکل برعکس بتایا تھا جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ میری حالت وہی تھی جو ماں نے بیان کی تھی۔ میں نے پوچھا: پھر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہو گیا؟ اس نے کہا کہ ہم ستر ہزار آدمی اسی عذاب میں مبتلا تھے جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا۔ صلحاء میں سے ایک بزرگ کا گزر ہمارے قبرستان پر ہوا، انہوں

نے ایک دفعہ درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب ہم سب کو پہنچا دیا۔ ان کا درود اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسا قبول ہوا کہ اس کی برکت سے ہم سب اس عذاب سے آزاد کر دیے گئے اور ان بزرگ کی برکت سے یہ رتبہ نصیب ہوا۔"